رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہوجائیں گی اکدن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | مین بھی اک نورانی چہرہ کے ہیں بیں

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے۔

قیمت سالانہ پیشگی چار روپے

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ الہام مسیح موعود

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء | مطابق ۱۸ جمادی الآخر سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۱۰۸

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

(۱) ۲۰ اپریل کو درس نہیں ہوا۔ کیونکہ حضرت اولوالعزم کی طبیعت کچھ ناساز ہے
(۲) برادر مکرم ابوبکر بن محمد یوسف جمال فرزند محمد سعید نے "مولوی" کا امتحان پاس کیا۔ اول رہا۔ اسدفعہ اس امتحان میں دو ہی پاس ہوئے اور دونوں ہی احمدی تھے۔

(۳) ماسٹر احمد حسن صاحب فیروز آبادی دینیات کی سٹڈی کے لئے قادیان میں اقامت گزین ہیں (۲) شیخ فضل کریم صاحب دہلی سے آئے ہیں ایک دفعہ ماہ رہنے کا ارادہ ہے (۳) امراؤتی سے ماسٹر خیر الدین صاحب۔ کوئٹہ سے ٹیلر ماسٹر غلام احمد صاحب۔ ایبٹ آباد سے سید اعجاز حسین صاحب۔ سیر اور بھاگلپور سے اصغر حسین صاحب اور کئی دوست مختلف مقامات سے آئے

اخبار احمدیہ

لورالائی۔ منشی محمد امین صاحب مدرس دوکی (بلوچستان) نے اس ٹریکٹ کی اشاعت کے لئے جو الفضل میں حافظ جمال احمد صاحب کے شائع شدہ مضمون کا مجموعہ ہوگا۔ چار روپے بھیجے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ منشی صاحب کا مالی ایثار قابل رشک ہے۔ تھوڑی سی تنخواہ ہے۔ اور آپ اس کا بہت سا حصہ سلسلہ احمدیہ کے اغراض کی اشاعت میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ منشی صاحب اپنے وطنی رشتہ داروں کے مظالم سے بہت تنگ ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا فرمادیں بہت مخلص ہیں ؂

راولپنڈی سے حافظ جمال احمد صاحب مبلغ تحریر کرتے ہیں

ایک ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب کو حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق تبلیغ کیگئی وہ بہت متاثر ہوئے۔ قادیان حاضر ہوکر زیادہ اطمینان حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کرتے ہیں۔ ایک اور شخص بھی سلسلہ کے بہت قریب ہے ؂

۲۔ پیر گولڑوی کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں مندرجہ ذیل الفاظ میں دعا کے لئے عرض کرتا ہے:۔ "میں سید ہوں۔ پیر گولڑوی کے رشتہ داروں میں سے ہوں۔ عرصہ دو سال سے میرا ہاتھ تنگ ہے۔ آپ میرے حق میں دعا کیجئے گا۔ اللہ تعالےٰ دین و دنیا کے مشکلات حل فرما دے"

خواجہ ہماری نسبت غلط فہمی پھیلاتا ہے | ایک شخص جو خواجہ کے ذریعے اپنے آپ کو احمدی سمجھتے ہیں اہلحدیث

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا ؂

اور حضرت مسیح کے حالات اُن کے سامنے ذکر کئے - اور آپ کے مقام نبوت پر کچھ گفتگو کی تو وہ حیران رہ گئے - پھر خلافت کے متعلق کچھ گفتگو ہوئی - مفتی صاحب لکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے - کہ خواجہ صاحب اور اس کے ساتھی نہایت ہی دھوکا دینے والی باتوں سے لوگوں کو تاریکی میں رکھتے ہیں - ان کو یہ ذہن نشین تھا کہ ہم مرزا صاحب کو مستقل نبی مانتے ہیں - اور حضرت نے جو اپنے آپکو غیر مستقل یا غیر حقیقی کہا ہے - اسکو قطعاً غلط قرار دیتے ہیں - اور کہ ہمارا مذہب ہے - کہ خلافت کا اولاد میں ہونا لازمی ہے اور حضور خلیفۃ المسیح کو صرف اسواسطے مان لیا ہے کہ حضرۃ کے فرزند ہیں - ایسی ایسی بیہودہ باتیں خواجہ سکھلا گیا ہے کہ جمعہ بھی اپنے گھر پر پڑھتے - احمدیوں سے ملکر نہ پڑھے ٭

حیدر آباد دکن - مفتی صاحب حیدر آباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں :- کہ حکیم محمد عمر صاحب حیدر آباد میں پارسی کے گلاس فروخت کرتے ہیں - اور ساتھ ہی اپنے طور پر خوب تبلیغ بھی کرتے ہیں - اور نڈر ہو کر بڑے بڑے آدمیوں کو حق پہنچا دیتے ہیں ٭

۲ - میر بشارت احمد صاحب انجمن کے انتظام اور چندوں کی وصولی کے کام میں بہت سرگرمی سے مصروف رہتے ہیں اور انہوں نے اب کام باقاعدہ کر دیا ہے - اور جماعت کے چندے کی تعداد بھی پہلے کی نسبت بہت بڑھ گئی ہے - سیٹھ عبداللہ بھائی تحریری تبلیغ میں مصروف ہیں ٭

افریقہ ڈاکٹر فضل الدین صاحب یوگنڈا ملک افریقہ سے تحریر کرتے ہیں کہ یکم جنوری کو اپنے دوستوں جنمیں ہندو مسلمان - عیسائی شامل تھے کو تبلیغ کی - انہوں نے سب سچائیوں کو قبول کیا - میرا ایک دوست جو کچھ عرصہ سے زیر تبلیغ تھا - احمدی ہُوا - بہت سے اور دوست بھی قریب آگئے ہیں - بہت سے یورپین دوستوں سے بھی گفتگو ہوتی رہتی ہے - وہ خود میرے مکان پر سننے کے لیے آتے ہیں - ان میں انگریزی میں شایع شدہ ٹریکٹ تقسیم کئے جاتے ہیں - بہت سے باقاعدہ ریویو کے پڑھنے والے ہو گئے ہیں - اور کہتے ہیں کہ اگر جو تم اور یہ کتابیں بتلاتی ہیں - واقعہ میں ہے - تو وہ شخص جس نے یہ دعویٰ کیا ہے خدا کا نبی ہے - ایک دن ایک پادری سے گفتگو ہوئی بہت سی لیڈیاں بھی جمع تھیں :- مسئلہ تثلیث پر کہا کہ میں آپ کی تسلی نہیں کر سکتا - پھر میرا مذہب دریافت کیا - میں نے خوب کھولکر سنایا - اسپر لیڈیوں نے کہا کہ پادری صاحب ان کی باتوں کا جواب دینا بہت مشکل ہے - مینز ایک ٹیچنگز آف اسلام اس پادری کو دی ہے ٭

امرتسر مکرمی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں مسجد احمدیہ میں بتاریخ ۱۰ - اپریل دو تین عالم آئے - اور انہوں نے ثناء اللہ کے متعلق آخری اشتہار پیش کیا - اسکے جواب میں خاکسار نے اعجاز احمدی صفحہ ۷ ۳ سے تین نشانوں کے متعلق عبارت پڑھ کر سنائی - تب انہوں نے پُوچھا - کہ یہ آخری فیصلہ کا اشتہار آپکے نزدیک کیسا ہے میں نے کہا مباہلہ کا چیلنج انہوں نے کہا وہ یکطرفہ دعا ہے میں نے کہا - مولوی ثناء اللہ اسے کیا سمجھا - کہنے لگے دُعا - میں نے کہا - پھر مولوی صاحب نے یہ کیوں لکھا - کہ یہ مجھے نامنظور ہے - کیا مولوی صاحب کا "نامنظور ہے" کی عبارت لکھنا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ اسے مباہلہ سمجھے تھے - اس کے بعد میں نے ثناء اللہ کا دعوے کہ کوئی پیشگوئی اور نشان کہ جسپر مرزا صاحب نے اپنی صداقت کا انحصار رکھا ہو - ہرگز پورا نہیں ہُوا - کئی نشانوں کے ساتھ بیان کرتے ہوئے جھوٹا ثابت کیا انہوں نے ایک کاپی اعجاز احمدی کی مانگی جو انہیں دیگئی ٭

دُعا برادر محمد صدیق صاحب ریلوے گارڈ اپنی ڈیوٹی پر افریقہ گئے ہیں - احباب ان کے لئے دعا فرمائیں

۲ - تنبیر حسین ٹریننگ سکول پٹیالہ سے اپنی کامیابی کے لئے احباب سے درخواست دُعا کرتے ہیں ٭

برہمن بڑیہ سید محمد عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ سے لکھتے ہیں :- ہفتہ اوّل ماہ اپریل میں تین آدمی جدید داخل سلسلہ حقہ ہوئے ہیں - بعض بعض گاؤں میں جو تنہا ایک ایک شخص جوش حق طلبی سے داخل سلسلہ ہوئے ہیں - مخالفین انہیں بہت تنگ کرتے ہیں - چنانچہ میر سکندر علی اور میاں اظہر الدین صاحب بیگانوں کو چھوڑ کر اپنے عزیز واقارب کے ہاتھوں بہت تنگ آئے ہوئے ہیں - (اللہ ہمارے بھائیوں کا حافظ و ناصر ہو)

بوشہر برادر نیک عالم صاحب ٹیلیگرافی ڈریسر بوشہر ملک ایران سے تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار بذریعہ منشی فضل دین صاحب وٹیلیگرافی اسسٹنٹ حضرت مرزا صاحب کا مہدی اور مسیح ہونا سمجھ گیا ہے - بیعت کرنے میں ذرا حجاب ہے - لہذا عرض پرداز ہوں کہ دعا کی جائے - تامیں احمدیت کا اعلان کروں - اور میرے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے لئے بھی دُعا فرماویں - اللہ تعالیٰ انہیں بھی راہ راست نصیب کرے ٭

دہلی حکیم خلیل احمد صاحب دہلی سے تحریر کرتے ہیں کہ کل عاجز نے نماز جمعہ جماعت کے ساتھ مستری صاحب کے گھر پر پڑھی - فوارے پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا - آنحضرت کے علمی معجزہ پر تقریر تھی - اسی ذیل میں سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود کو بطور زندہ علمی معجزہ کے پیش کیا - مغرب کے وقت تک تقریر کا سلسلہ جاری رہا سامعین پر بہت اچھا اثر تھا - لوگوں کی خواہش تھی کہ تقریر ختم کیجائے - چنانچہ تقریر کے بعد بھی وہاں سے لوگ اٹھنا نہیں چاہتے تھے - اکثر لوگوں نے پُوچھا - پھر کب تقریر ہوگی میں نے کہا کوئی خاص دن مقرر نہیں - جب اللہ تعالیٰ موقعہ دیگا تقریر کروں گا - پھر مسلمانوں کی خواہش پر میں نے دعا کی - خدا کرے وہ دُعا قبول ہو ٭

بھاگلپور اخویم نور الحسن صاحب لکھتے ہیں - مولوی مرتضےٰ نے مباحثہ سے فرار کیا ہے - ہم یہاں کی لائبریری مکمل کر رہے ہیں - انشاء اللہ تعالیٰ جلد مکمل ہو جائے گی - اور انشاء اللہ سلسلہ وار تقاریر اور درس قرآن مجید کا اہتمام بھی کیا جائیگا ایک نوجوان طالب علم کو تبلیغ کی - سلسلے کے بہت قریب آگیا ہے ٭

خبریں ہفتہ مختتمہ یکم اپریل میں صوبہ بنگال میں ۲۱۱۲۰ آدمیوں کو مفت اور خاص امداد دیگئی - صوبہ بہار واڑیسہ میں ۴۴۶۸ - اشخاص کو امدادی کاموں پر لگایا گیا - اور ۵۳ ۹ اشخاص کو مفت امداد دیگئی - کاٹھیاوار میں ۱۴۲۵ اشخاص کاموں پر لگائے گئے - ۸۰ ۲۷ نے مفت امداد حاصل کی حسرت موہانی کی گرفتاری - ۱۳ - اپریل کو مسٹر حسرت موہانی فوراً علیگڈھ جیل میں پہنچا دئے گئے - اور وہاں پر آپ کو ایک علیحدہ کمرہ دیا گیا ہے - وجہ گرفتاری ابھی معلوم نہیں ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۲ر اپریل ۱۹۱۶ء

احمدی کالجیئیٹوں کے لئے لاہور میں دار المقامۃ -

نمبر ۱

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں احمدی قوم کی اصلاح اور ترقی کے لئے جن تجاویز کو بروئے کار لایا جا رہا ہے - ان کو دیکھ کر جہاں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے ہمیں ایک ایسا پاک امام عطا فرمایا ہے جسے ہم سے زیادہ ہماری فکر اور ہم سے بڑھ کر ہماری اصلاح کا خیال ہے - وہاں یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ جو تجاویز اس بابرکت انسان کے حکم اور منشاء سے قرار پاتی ہیں وہ ایسی مفید اور نفع رساں ہیں کہ جن کے ثبوت کے لئے ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں - خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمیں وہ نعمت عطا کی - جو اور کسی کو نصیب نہیں ہے یعنی ایسا پاسبان بخشا - جو ہم سے بڑھ کر ہمارا شفیق ہم سے بڑھ کر ہمارا ہمدرد ہم سے بڑھ کر ہمارا خیر خواہ ہے - ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ؎

حضور نے قومی اصلاح کے متعلق جو تجاویز اس نہایت قلیل اور بیرونی و اندرونی دشمنوں کی کشاکش کے زمانہ میں فرمائی ہیں - انہیں سے ایک تجویز ان نوجوانوں کے متعلق ہے - جو اپنی زندگی کو مفید ترین بنانے کی فکر میں نہایت کڑی محنت اور مشقت برداشت کرتے ہیں - اس میں شک نہیں کہ یہی وہ عمر ہے جس کا اندوختہ آئندہ کام آتا ہے - اور یہی وہ وقت ہے جسمیں کئے ہوئے کاموں کا خمیازہ اچھا یا برا انسان کو بھگتنا پڑتا ہے - اس لئے جسقدر کوشش اور سعی اس کے سنوارنے میں کیجائے کم ہے - لیکن موجودہ دور زمانہ جس پہلو گردش کر رہا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عمر میں نوجوانوں کو جن احتیاطوں اور پرہیزوں کی ضرورت ہے ان کی طرف بہت کم توجہ کیجاتی ہے - اور برخلاف اسکے وہ باتیں جن کے قریب تک نہ جانا ضروری اور لابدی ہوتا ہے انکو اختیار کیا جاتا ہے - اور قوموں کو جانے دو مسلمانوں کو ہی دیکھ لو - ان کے وہ نوجوان جن کے متعلق انہیں آئندہ کے متعلق بڑی بڑی امیدیں ہیں - کسطرف جا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک ترقی کی طرف قدم اٹھانے کی بجائے تنزل کے گڑھے میں گر رہے ہیں - میرے خیال میں مسلمان والدین کے لئے اگر کوئی سب سے خوشی کی بات ہو سکتی ہے تو وہ انکی اولاد کا دیندار و متقی ہونا ہے - لیکن کیسے قابل افسوس ہیں وہ والدین جو اپنا پیٹ کاٹ کر اور مصارف کثیرہ کا بوجھ اپنے نحیف مگر محنتی کمزور لیکن جفاکش جسم پر اٹھا کر جب اپنی اولاد کو دیکھتے ہیں تو وہ بالکل اسلام سے ناآشنا اور بے بہرہ ہوتی ہے - اور چونکہ ان کے لوح قلب پر بجائے اسلام کی صداقت اور حقانیت کے نقش ہونے کے الٹا اسکی مذمت کے بدنما چھینٹے پڑ چکے ہوتے ہیں اس لئے انکی اصلاح ہونا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتی ہے اس وقت ایک نہیں دو نہیں بلکہ بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لڑکوں نے والدین کے مال و اموال پر تو پانی پھیرا ہی تھا انکی تمام آرزوؤں اور تمناؤں کو بھی خاک میں ملاتے ہوئے ان سے بالکل الگ ہو گئے ہیں ایسا کیوں ہوا - اسلئے کہ انکی وہ عمر جسمیں وہ صحیح تربیت پا سکتے تھے اسمیں انکی خبر نہیں لیگئی - اور وہ اچھا اثر نہ رکھنے والی صحبتوں میں پڑ کر اپنی زندگی برباد کر بیٹھے - آجکل ہر ذی استطاعت ماں باپ کی یہ خواہش اور یہی کوشش ہے کہ اپنی اولاد کو تعلیم دلائے - تاکہ وہ دنیا میں اول تو اوروں کے لئے بھی مفید ہوں - ورنہ کم از کم اپنے لئے تو مفید ہوں - اور یہ ایک بہت عمدہ اور مبارک بات ہے - لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ایک بچہ جب تک سکول میں پڑھتا ہے - اسوقت تک اسکی ہر طرح سے نگرانی کرنے کی کوشش کیجاتی ہے - اُسے بری عادتوں سے روکنے اور نیک عادات کے سکھانے کی فکر ہوتی ہے - مگر جب اسے کالج میں داخل کیا جاتا ہے تو بالکل آزاد کر دیا جاتا ہے - اور اس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا میں یہ نہیں کہتا کہ سکول لائف میں بچوں کی نگرانی ضروری نہیں ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ کالج لائف میں اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ ایک طالب علم کا اچھا یا برا چال چلن کالج ہی کے دنوں میں بنتا ہے - سکول لائف میں صرف اس کا دھندلا سا خاکہ کھینچا اور وہ خاکہ کالج میں جا کر نقشہ بنتا ہے یعنی جو نقش و نگار لڑکے لوح دل پر کھودے گئے تھے انہیں رنگ بھرا جاتا ہے لیکن والدین سمجھ لیتے ہیں کہ سکول میں پڑھانے تک ہمارا فرض تھا کہ ہم نگرانی کریں - اب یہ خود اس قابل ہو گیا ہے کہ اپنے نفع و نقصان کا آپ ذمہ وار ہو - حالانکہ ایسی حالت میں خود مختاری کی عنان لڑکے کے ہاتھ میں دینا اس پر ظلم کرنا ہے جس کا خمیازہ والدین بھی اور خود بیچارہ لڑکا بھی عمر بھر کے لئے اٹھاتا رہتا ہے - والدین کا فرض ہے کہ جب اپنے لڑکوں کو کالج میں داخل کریں تو انکی تربیت کا خاص طور پر خیال رکھ کر انتظام کریں تا وہ ان کے لئے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہوں ؛

اسوقت تک مسلمان باوجود اسکے کہ لڑکوں کو کالج میں داخل کرانے کے وقت تربیت کا پورا پورا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے بہت نقصان اٹھا چکے ہیں - اور اٹھا رہے ہیں لیکن پھر بھی انہیں اسطرف کوئی توجہ نہیں ہوتی - کیونکہ جو اصل نقصان ہو رہا ہے اسے وہ نقصان نہیں سمجھتے - نوجوان اگر دین سے بالکل بے بہرہ ہوں مگر گریجوایٹ ہوں تو انکے نزدیک کوئی نقصان نہیں - نوجوان اگر اسلام سے بالکل متنفر ہوں مگر ڈگری حاصل کر لیں تو انکے لئے کوئی دکھ کا موجب نہیں - نوجوان اگر اسلام پر گندے سے گندے اعتراض اور لغو سے لغو اتہام لگائیں - مگر ایم - اے - بی - اے ہو جائیں تو انکو کوئی رنج نہیں ایسی حالت میں اگر مسلمان اپنے نوجوان بچوں کو اسلام سے واقف کرانے اسلام کی صداقت کا قائل کرانے اسلام کی حقانیت کو ذہن نشین کرانے کے لئے کوئی انتظام نہ کریں تو تعجب کی بات نہیں لیکن احمدی قوم جس کا فرض ہے کہ اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلائے - ہر ایک معترض کی تسلی اور تشفی کرے اور اسلام کی خوبیاں بیان کر کے لوگوں کو اس کا گرویدہ کر دے - وہ کبھی اس طرف سے غافل نہیں رہ سکتی کہ اسکے نوجوان اپنے اندر وہ اوصاف نہ رکھتے ہوں - جو ایک مومن اور متقی کے لئے ضروری ہیں - اور جن کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے -

اس غرض کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے فی الحال یہ تجویز فرمائی ہے کہ جسقدر احمدی طلبار لاہور کے مختلف کالجوں میں تعلیم پانے کے لئے داخل ہوں۔ انکے لئے جائے رہایش کا خاص طور پر انتظام کیا جائے جسمیں طلباء کے ہر طرح کے آرام و آسایش کے علاوہ دینی تعلیم و تربیت کا بھی پورا پورا خیال رکھا جائے۔ اس مقصد کے لئے گذشتہ سال سے ایک عمدہ مکان کرایہ پر لیکر احمدیہ ہوسٹل کھولا گیا ہے۔ جسمیں احمدی طلباء سکونت رکھتے باقاعدہ نماز با جماعت پڑھتے۔ درس قرآن مجید سنتے ہیں۔ مجھے اسبات کا پورا یقین ہے کہ وہ نوجوان جو اس سال کالجوں میں داخل ہونگے وہ بھی اسی ہوسٹل میں سکونت اختیار کرنے کو اپنے لئے خوش قسمتی سمجھیں گے۔ کیونکہ یہ تجویز ان کے اس امام محترم کی ہے جسکی اطاعت ان کے لئے فرض ہے۔ اور جو ان کے نفع و نقصان کو ان سے زیادہ سمجھتا ہے ۞

اُمتِ محمدیہ میں ایک نبی اللہ کی بعثت۔

ڈاکٹر حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری برہانپور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"درود شریف پر غور کرنے سے میری توجہ کما صلیت علیٰ ابراھیم کی طرف جب ہوئی تو معاً میرے دل میں ڈالا گیا کہ اگر مسیح موعود نبی اللہ کا دعویٰ نہ کرتا۔ تو جسطرح حضرت ابراہیم ابوالانبیاء تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی ابوالانبیاء نہ ہوتے۔ تعجب ان مسلمانوں پر جو درود شریف پڑھکر بھی مسیح موعود کے اس دعوےٰ کی تکذیب کرتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی فرد بھی حقیقی نبی ہونیوالا نہ تھا تو کما صلیت علیٰ ابراہیم کے کیا معنی ہوئے۔ جبکہ حضرت ابراہیم ابوالانبیاء تھے۔ اور انکی اولاد سے سینکڑوں نبی ہوتے رہے۔ ایک طرف تو ماکان محمد ابا احد کہکر جسمانی اولاد کی نفی کر دی تو اب اگر روحانی اولاد میں سے بھی کوئی ایسا فرد نہ ہونیوالا تھا جو اس مرتبہ تک پہنچتا تو خاتم النبیین کا خطاب امت کے لئے رحمت کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اور پھر نہ یہ امت خیر الامم کہلائے جانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔ تیرہ سو ۱۳۰۰ برس سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ پھر یہ دعا آج تک قبول نہیں ہوئی۔ ؟

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ ط

تصدیق المسیح

حضرت مرزا صاحب ہی اسمہ احمد کے مصداق ہیں!

نمبر ۲

میں آپکے سوالات کا جواب دے چکا۔ اب میں اپنے معنوں کی تائید میں اسی سورۃ میں سے قرائن قویہ آپ کی خدمت میں بطور بیان کرتا ہوں۔ آپ غور فرماویں:۔

اوّل۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اس پیشگوئی کے مصداق اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لئے جائیں تو حضرت عیسے علیہ السلام مبشر نہیں ہو سکتے۔ چونکہ الٰہی کلام بڑے علم اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ اسواسطے احمد کی پیشگوئی میں ایک اور لطیف بات بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ ؑ فرماتے ہیں جس رسول کی میں پیشگوئی کرتا ہوں۔ اس کا نام احمد ہے۔ یعنی اسکی نبوت کا ظہور جمالی رنگ میں ہوگا۔ اور جسکی پیشگوئی تورات میں کیگئی ہے۔ اس کا ظہور جلالی رنگ میں ہوگا۔ جیسا کہ محمد کے نام سے ظاہر ہے۔ پس اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آپ میں محمدیت کی صفت بہت غالب تھی وہ جلالی رنگ یعنی حکومت اور شوکت پاکر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا ظہور حضرت عیسے کی طرح جمالی رنگ میں ہوا۔ اور احمدیت کی صفت ان میں غالب تھی۔ پس خدا تعالیٰ کے علم میں پہلے سے یہی مقدر تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور جلالی رنگ میں ہو۔ اور جسکی پیشگوئی حضرت عیسیٰ نے کی۔ اس کا نام احمد رکھدیا تا اسبات پر دلالت کرے کہ اس موعود کا ظہور جمالی رنگ میں ہوتا ہے۔ پس واقعات نے بتا دیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق بلحاظ نام کے آنحضرت صلعم نہیں ہیں ۞

۲۔ دوسری دلیل۔ میں نے یہ دی تھی کہ آنحضرت صلعم کا نام محمد تھا احمد نہیں تھا۔ جیسا کہ بہت سی شہادتوں سے میں ثابت کر آیا ہوں۔ ہاں صفاتی نام آپکے اور بھی ہیں۔ حاشر اور قاسم اور ماحی وغیرہ۔ عربی زبان میں اسماء کے معنے صفات کے بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وللہ الاسماء الحسنیٰ اللہ کے عمدہ عمدہ صفات ہیں۔ ورنہ اسم ذات تو ایک اللہ ہی ہے۔ باقی صفات ہیں تو جس کی پیشگوئی کیگئی ہے اس کا نام احمد ہونا ہے نہ یہ کہ صرف صفت احمدیت کی اس میں ہوگی۔ آنحضرت صلعم کو جو احمد کہا جاتا ہے۔ تو اس لئے کہ آپ میں وہ صفت ثابت ہے، نہ اس لئے کہ آپ کا نام احمد ہے۔ جیسا کہ معنے کے لحاظ سے میں بلکہ ہر شخص عبداللہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اسم کے لحاظ سے اس کا مصداق وہی شخص ہوگا۔ جو اس نام سے موسوم اور مخصوص کیا گیا ہو ۞

۳۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس احمد رسول کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ جب وہ آئیگا۔ تو لوگ بجائے اس کے کہ اسکو مانیں۔ کہینگے۔ ھذا سحر مبین کہ یہ چالبازہے۔ کوئی باریک راہ چلتا ہے حقیقت میں خدا نے اسکو رسول نہیں بنایا چکنی چپڑی باتیں کر کے لوگوں کو اپنے دام میں لانا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی ان سب باتوں کا دو لفظوں میں جواب دیتا ہے۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا۔ کہ تم اے کفار اس کی طرف یہ باتیں کسطرح منسوب کرتے ہو۔ حالانکہ اس شخص سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی بڑا ظالم نہیں ہو سکتا کہ اللہ نے تو رسول نہ بنایا ہو۔ اور وہ کہے۔ کہ میں اللہ کی طرف سے رسول ہوں۔ اور مفتری علی اللہ کے متعلق تو سماوی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ قتل کیا جاتا ہے یا سخت ذلت کی موت مرتا ہے۔ اگر یہ ایسا ظالم ہوتا۔ جیسا کہ تم خیال کرتے ہو یعنی یہ کہ ہمنے اسکو رسول نہیں بنایا۔ بلکہ وہ جھوٹ کہتا ہے۔ تو کیا ہم اسکو قتل نہ کروا دیتے یا اسکو ذلت کی موت نہ مارتے۔ ہم بھلا ایسے شخص کو سزا دئے بغیر چھوڑ دیتے۔ جب ہم اس کی ہر طرح تائید کرتے ہیں۔ تو یہ کسطرح جھوٹا ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص کو اس کے منکر اسلام کیطرف بلائینگے۔ جیسا کہ وھو یدعیٰ الی الاسلام سے ظاہر ہے۔ اسلام سے دور تو منکرین خود ہوں گے۔ اور بتائیں گے یہ کہ احمد رسول اسلام سے خارج ہے ۞

اب سوچنے کی بات ہے۔ کہ اگر اس پیشگوئی کے مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو کس نے انکو اسلام کیطرف بلایا۔ اور کس نے انکو اسلام سے خارج بتایا۔ اسوقت تو اسلام کے نام سے بھی لوگ بے خبر تھے۔ اسلام کی طرف بلانا

کس نے تھا۔ پس حضرت مرزا صاحب ہی احمدؐ رسول ہیں جنکو مولویوں نے اسلام کی دعوت دی۔ اور ان کو اسلام سے خارج بتایا۔ حالانکہ وہ خود اسلام سے خارج ہو چکے تھے جیساکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعًا لست منہم فی شیئ۔ کہ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور گروہ گروہ ہو گئے۔ اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) تیرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پس فرقہ بندی صاف بتاتی ہے کہ ان کا خدا اور اس کے رسول سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ نئے سرے سے اس تعلق کو قائم کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے احمدؐ رسول کو بھیجا وہ اُلٹا اسی کو کافر کہنے لگ گئے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم فرماوے۔ اور اس موعود کے ماننے کی انکو توفیق دے۔ آمین ؛

۴۔ **چوتھی دلیل**۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم۔ کہ اس کے منکر چاہینگے کہ اس اللہ کے نور کو اپنے مُنہ کی پھوکوں سے بجھا دیں۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر اس پیشگوئی کے مصداق آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو کیا آپکے منکرین اللہ کے نور کو اپنے مُنہ کی پھوکوں سے بجھاتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپکے منکرین جیساکہ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا سے ثابت ہوتا ہے۔ وہ تلوار کے ذریعے اسلام اور بانیٔ اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے ؛

پس آج ہی وہ زمانہ ہے کہ مسلمان کہلانے والوں اور دیگر تمام مذاہب باطلہ نے تقریر اور تحریر کے ذریعے اس حقیقی نور کو بجھانا چاہا جسکو مرزا صاحب دنیا میں لائے اسی لئے احادیث میں مسیح کے متعلق پیشگوئی پائی جاتی ہے کہ اس کے دم سے یعنی انفاس قدسیہ سے اس کے منکر مرینگے۔ یعنے منکرین کا حملہ بھی لسانی ہوگا۔ اور مسیح موعود کا جواب بھی لسانی ہوگا۔ مگر کافر تاب نہ لا سکیں گے۔ چنانچہ واقعات نے روز روشن کی طرح اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔

پانچویں دلیل خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ:۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یہاں پر متم نورہ کا فقرہ قابل غور ہے۔ قرآن کریم نے چاند کی روشنی کا نام نُور رکھا ہے۔ اور سُورج کی روشنی کا نام ضیاء رکھا ہے۔ جیساکہ فرماتا ہے۔ ھو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا۔ ادھر روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خدا تعالیٰ نے سراجًا منیرًا روشن کرنے والا سورج فرمایا ہے۔ جسطرح ظاہری سُورج کی روشنی سے چاند منور ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ روحانی سُورج بھی اپنے چاند کو روشن اور منور کرتا ہے۔ دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا کہ چاند سُورج کی اتباع کرتا اور اس سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ چونکہ اب نبوت بغیر کامل اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ اسواسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ واللہ متم نورہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے روحانی چاند کے نور کو کامل کریگا۔ اس ظاہری چاند کے نور کی تکمیل چودھویں تاریخ کو ہوتی ہے۔ (روحانی چاند چونکہ صدی کے سر پر طلوع کرتا ہے۔ جیساکہ ابوداؤد میں حدیث ہے۔ ان اللہ یبعث علے رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث کیا کریگا۔ پس وہ مجدد جو نور لائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور آپ ہی کے فیض سے اسکو حاصل ہوگا) اس واسطے روحانی سورج سے کامل نور حاصل کرنیوالا چودھویں صدی کا مجدد ہو سکتا ہے۔ اور وہ بباعث کامل اتباع آنحضرتؐ کے نبی ہوگا۔ پس متم نورہ کے فقرہ سے خدا تعالیٰ نے بتا دیا۔ کہ وہ احمدؐ رسول چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا۔ چنانچہ چودھویں صدی کے سر پر اس نے طلوع کرکے دنیا کو منور کر دیا۔ مگر کور چشم اس کے نور سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کر سکے۔ خدا تعالیٰ اس اُمت مرحومہ کو اپنے پیارے احمدؐ کے نور سے استفاضہ حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ تا وہ حقیقی اسلام جو وہ کھو بیٹھے ہیں دوبارہ ان کو دستیاب ہو جائے۔ اور ان کے لئے بے انتہا خوشی کا باعث ہو۔ کیونکہ کھوئی ہوئی چیز کے مل جانے پر انسان از حد خوش ہوتا ہے ؛

چھٹی دلیل۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ۔ کہ اللہ نے اپنا احمدؐ رسول اس غرض کے لئے بھیجا۔ تا جو دین وہ اللہ سے لایا۔ تمام ادیان باطلہ پر اسکو غالب کر دکھائے۔ چونکہ تمام ادیان باطلہ کا نتیجہ گمراہی ہے۔ اسواسطے ادیان کی بجائے دین کا لفظ رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔

پس اگر اس پیشگوئی کے مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لئے جاویں۔ تو اس وقت اسقدر مذاہب کا ظہور ہی نہ تھا تو اسلام کو ان پر غالب کسطرح کیا جاتا۔ پھر تمام مفسرین بھی اسکی تفسیر میں یہی لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں تو تکمیل دین ہوئی ہے۔ اور اشاعت اور غلبہ تمام ادیان پر مسیح کے زمانہ میں ہونا ہے۔ چنانچہ یہ وہ زمانہ ہے کہ زمین نے اپنے سارے گند اگل دئے ہیں۔ اور آسمان نے بھی ان مذاہب کے باطل اور مغلوب کرنے کے لئے مسیح موعود کے ذریعے بے انتہا بارش برسائی مسلمان بھی کیسے بدقسمت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ظاہری بارش جب ہونے لگتی تو اسکو خدا کی رحمت سمجھکر بارش میں کھڑے ہو جاتے۔ مگر مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ خدا نے انپر روحانی بارش برسائی۔ اور یہ گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھ گئے۔ بلکہ اس کوشش میں لگ گئے کہ کسی طرح یہ بارش رک جائے۔ اور ان کے ایمان کا باغ سرسبز نہ ہونے پائے مگر خدا تعالیٰ جو ماں سے بھی انسان پر زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ وہ مار کر سزا دے کر بھی گھٹی پلائیگا۔ ولو کرہ الکافرون۔ اگرچہ نہ ماننے والے ناپسند ہی کریں ؛

ساتویں دلیل خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علےٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدؐ رسول کے زمانہ میں تجارت کا اسقدر زور و شور ہوگا کہ لوگ اس میں منہمک ہو کر عذاب الٰہی کے مستحق ہو جائینگے۔ وہ عروج جو آج تجارت کو حاصل ہوا ہے اسکی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ یورپ اور ہندوستان میں بڑی بڑی تجارت گاہوں پر آپ نظر ڈالیں اور غور فرماویں۔ اسی واسطے حضرت مرزا صاحب اور ان کے بعد آپکے جانشین بھی بیعت میں یہ اقرار لیتے ہیں۔ کہ کہو میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یعنی تومنون باللہ و رسولہ۔ کہ بجائے دنیا کے پیچھے پڑنے کے اللہ اور اس کے رسول کو مانو۔ بلکہ دنیا تمہارے پاس خ

تو فی سبیل اللہ خرچ کرو۔ کیونکہ مسیح کے وقت میں اسلام کس مپرسی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس کی اشاعت کے لئے اخراجات کی سخت ضرورت ہوگی۔ اسیواسطے احادیث میں آتا ہے۔ کہ وجب علے کل مومن نصرہ او قال اجابتہ۔ ہر مومن پر فرض ہے کہ اس موعود کی اس کے کام میں مدد کرے۔ کیونکہ وہ خود تو ایک معزز زمیندار کی حیثیت رکھتا ہوگا۔ لیکن جو دین کے اخراجات ہوں گے۔ وہ اسکی حیثیت سے بہت بڑھ کر ہوں گے۔ اسواسطے اسکو مالی امداد کی سخت ضرورت ہوگی۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کی مدد کریں۔ اور انکی یہ امداد ضائع نہ جائے گی۔ بلکہ بدلے میں ان کو فوز عظیم اور راحت و آرام حاصل ہوگا۔

آٹھویں دلیل خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسےٰ بن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ۔ اگر یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوتی۔ تو اس آیت میں انصار بننے کی دعوت نہ دیجاتی۔ کیونکہ آنحضرت کے زمانہ میں اگر فضیلت تھی تو ہجرت کو تھی۔ اور ہجرت کے اوپر ہی زیادہ زور دیا گیا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد رسول کے زمانہ میں انصار بننے کی دعوت دیجائیگی اور اس کے زمانہ میں انصار جتنا زیادہ فضیلت رکھیگا۔ خدا تعالیٰ کو تو ہمارے مالوں کی کوئی ضرورت نہیں مگر وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کار خیر میں شریک ہوکر اپنے آپ کو الٰہی انعامات کا مستحق بنائیں تا ہماری دینی اور دنیوی حالت از سر نو عروج اور ترقی پکڑے ✤

خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم احمد رسول اللہ کے انصار بنکر حضرت محمد رسول اللہ کی غلامی میں آجائیں کیونکہ عام مسلمان اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بتاتے ہیں۔ لیکن میں یہ ثابت کر آیا ہوں کہ حقیقت میں مسلمانوں کا خدا اور اس کے رسول سے قطع تعلق ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ نے پھر دوبارہ تعلق پیدا کرانے کے لئے اپنے وعدے کے مطابق احمد رسول کو مبعوث فرمایا جو اسکو نہیں مانتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ اس صدی کے مجدد اور بباعث کامل اتباع آنحضرت کے اس چودھویں صدی کے نبی کو شناخت کریں۔ اور اسپر ایمان لائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین حسبنا اللہ ونعم الوکیل ✤

ظلّی نبی کی فضیلت

پیغام والے ظلّی نبی کا معمولی درجہ سمجھتے ہیں سا اسیوجہ سے حضرت اقدس کو ایک مجدّد کی حیثیت دیتے ہیں۔ اور پھر مولانا محمد احسن صاحب کو اپنا ہمخیال ظاہر کرتے ہیں۔ بحالیکہ مولانا کا مسلک ابتدا سے آپ نبی حقیقی یا نبی کامل کا اطلاق مسیح موعود پر نہیں فرماتے کیونکہ یہ صاحب شریعت یا براہ راست نبیوں سے مخصوص ہے۔ اور اسطرح عوام میں غلط فہمی پھیلتی ہے۔ مگر بلحاظ منصب نبوت آپ مسیح موعود کو انبیاء اولو العزم سے بھی افضل و اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ انکی مفصلہ ذیل تحریر دلپذیر سے ظاہر ہے۔ (ایڈیٹر)

محررہ حضرت مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہی

میں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ حقیقت آپکی خلافت کی ثابت شدہ صداقت ہے۔ اور منکرین اسکے بڑے خطا کار ہیں۔

(۲)

فضیلت ظلّی اور بروزی کی نسبت پہلے عریضہ میں میں نے کچھ نہیں لکھا تھا۔ بطور اختصار کے ظلّی نبی کے چند فضائل نہایت اختصار سے لکھتا ہوں۔ جن کو اگر شرح کیا جائے تو ایک کتاب ہو سکتی ہے

اوّل ۔ ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ یہ تو اصل کے لئے ہے۔ اب اسکے ظل کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اسکو کسقدر حصہ ملا۔

دوم ۔ قرآن عظیم نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا۔ فرمائیے نبی کو آدم سے لیکر عیسےٰ تک کسکو ایسی کتاب دیگئی کیا ظل کو اس کا حصہ نہ ملیگا۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔ الخ

سوم ۔ لوائے الحمد جو سرداروں کے پاس ہوتا ہے، وہ کسکو عطا کیا جاویگا وہ تو اسی کو عطا کیا جائیگا جس نے حدیث صحیح میں فرمایا ہے، آدم فمن دونہ تحت لوائی۔

چہارم ۔ انا قائد المرسلین کون ہو۔ وہی تو ہیں جن کے ظل مسیح موعود ہیں۔ کیا ظل کو اس سے کچھ نہیں ملیگا ✤

پنجم ۔ اول من ینشق عنہ القبر کس کی شان ہو جو سب سے اوّل عرصات محشر میں اٹھائے جائینگے۔ کیا ظل کو اس اصل کا حصہ نہیں ملے گا ✤

ششم ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کیا حضرت مسیح موعود خاتم الخلفاء نہیں ہیں۔ آپ فرمایئے کہ خاتم الخلفاء کون سے نبی ہیں اگر حضرت عیسیٰ ہیں تو وہ تو صرف خاتم الخلفاء بنی اسرائیل ہیں لا غیر ✤

ہفتم ۔ متفق علیہ حدیثوں میں تمام انبیاء اپنے تئیں جناب باری میں شفاعت کرنے کے لایق نہ سمجھے گی۔ وہ کونسے نبی ہیں جو اس شفاعت عظمیٰ کا دروازہ کھولینگے۔ کیا ظل کو اس کا حصہ نہیں ملیگا ✤

ہشتم ۔ وکان فضل اللہ علیک عظیما کے کونسے نبی مخاطب ہیں وہی نبی اُمّی عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا ان کے ظل کو اس فضل عظیم سے کوئی حصہ عطا نہیں ہوگا ✤

نہم ۔ انا اعطینٰک الکوثر نبی اُمّی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ضرور ہے۔ سوائے حضرت جری اللہ کے اور کون سے نبی ہیں جو بطفیل ظلیت کے انکو تو حصہ ملے اور حضرت جری اللہ کو نہ ملے ✤

دہم ۔ الذین انعمت علیہم۔ بسبب صیغہ جمع ہونے کے تمام انبیاؤں کے کمالات کمل افراد اس امت کو ملنے کی امید ہو یہ تمام کمالات تمام انبیاء کے جو نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں کیا اکمل ظل کو اسکا کچھ حصہ نہیں ملیگا

یازدہم ۔ اس زمانہ آخری میں جو تمام ادیان باطلہ سے اور شیاطین مفسدین سے لڑائی کا زمانہ تہا۔ کیا حضرت موسیٰ توریت کو مقابل کر کے غالب ہو سکتے تھے یا حضرت عیسےٰ اپنی انجیل کو لیکر فتح پا سکتے تھے یا حضرت ابراہیم جو تمام انبیاؤں میں جلیل الشان نبی ہیں۔ اور نبی امی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے آبا و اجداد میں سے ہیں اپنے صحیفوں کو لیکر تمام عالم پر فتح کا نقارہ بجا سکتے تھے۔

دوازدہم ۔ آیت الیوم اکملت لکم دینکم کونسے دین کیواسطے نازل ہوئی ہو۔ دین محمدی کیلئے یا دین موسوی کے لئے۔ کیا ان دونوں فضیلتوں میں ظل کو کچھ حصہ نہیں ملیگا ✤

سیزدہم ۔ ایک چھوٹا سا نسخہ یعنی سورہ فاتحہ جو بالوثر ترجمن تو کیے تیس من گوہر کو مثل ایک تنکہ کے اڑا دی وہ کسکو عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ولقد اتینٰک سبعا من المثانی الخ۔ کیا ظل کو اس کا حصہ نہیں ملا۔ ضرور ملا۔ دیکھو براہین احمدیہ اواخر حصہ چہارم کو

چہاردہم ۔ جسقدر الہامات اس ظل نبی عربی کو ہوئی۔ بتاؤ گذشتہ نبیوں میں سے کس نبی کو ہوئے ہیں ✤

پانزدہم ۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی جسکو میں نے تحذیر المومنین میں بمعہ تخریج لکھا ہے یہ کس کے حق میں ہے، پس بعد وفات نبی کریم کے تیرہ سو برس کے بعد حسب الحکم حرف لو کے جو بطور شرط کے آتا ہے اگر اسوقت میں یہ دونوں آتے تو وہ کس کا اتباع

... عربی کی فضیلت پر بحث کر سکتا ہوں ✤

مبلغین کیلئے نصائح

جو حضرت اولو العزم خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر نے

۱۲ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء

بعد از نماز ظہر فرمائیں

اور جن کے بالاستیعاب با معان نظر پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقعہ یہ نصیحتیں کرنے والا خلافت مسیح موعود کی مسند پر بیٹھنے کا اہل تھا حضور نے بہت تفصیل سے تقریر فرمائی تھی لکھنے والا نو مشق تھا اور نظر ثانی بھی نہیں کرائی جا سکی۔ تاہم مجھے اطمینان ہے کہ بہت سا حصہ حضور کی تقریر کے مفہوم کا اس میں آ گیا ہے۔ ناظرین الفضل پڑھ کر اس پر عمل کریں کہ احمدی جماعت کا ہر فرد دراصل ایک مبلغ ہے (ایڈیٹر)

تبلیغ میں تزکیہ نفس سے غافل نہ ہو

سب سے پہلے مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تزکیہ نفس کرے۔ صحابہ کی نسبت تاریخوں میں آتا ہے۔ جنگ یرموک میں دس لاکھ عیسائیوں کے مقابل میں ساٹھ ہزار صحابہ تھے قیصر کا داماد اس فوج کا کمانڈر تھا۔ اس نے جاسوس کو بھیجا۔ کہ مسلمانوں کا جا کر حال دریافت کرے۔ جاسوس نے آ کر بیان کیا مسلمانوں پر کوئی فتح نہیں پا سکتا۔ ہمارے سپاہی لڑ کے آتے اور کمریں کھول کر ایسے سوتے ہیں۔ کہ انہیں پھر ہوش بھی نہیں رہتی۔ لیکن مسلمان باوجود دن کو لڑنے کے رات کو گھنٹوں کھڑے رہ رہ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ خدا کے حضور گرتے ہیں۔ یہ وہ بات تھی جس سے صحابہ نے دین کو قائم کیا۔ باوجود اپنے تھکے ماندے ہونے کے بھی اپنے نفس کا خیال رکھا۔ بعض دفعہ انسان اپنے تبلیغ کے فرض میں ایسا منہمک ہو جاتا ہے کہ پھر اسے نمازوں کا بھی خیال نہیں رہتا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے ہر ایک چیز اپنا اپنے موقعہ اور محل کے مطابق اور اعتدال کے طور پر ہی ٹھیک ہوا کرتی ہے۔ لوگوں کی بھلائی کرتے ہوئے یہ نہیں ہونا چاہئے کہ انسان اپنی بھلائی سے بےفکر ہو جائے۔ پس ضروری ہے۔ کہ وہ اپنا تزکیہ نفس کرے قرآن شریف کا مطالعہ کرے۔ پھر اپنے نفس کا مطالعہ کرے۔ تبلیغ بہت عمدہ کام ہے۔ مگر تبلیغ کرتے میں بھی انسان کے دل پر زنگ لگتا ہے۔ کبھی اگر تقریر اچھی ہو گئی۔ اپنے مقابل کے مباحث کو ساکت کرا دیا تو دل میں تکبر آ گیا اور کبھی اگر تقریر اچھی نہ ہوئی۔ لوگوں کو پسند نہ آئی تو مایوسی ہو گئی۔ اور کبھی یہ ایک دلیل دیتا ہے۔ دل ملامت کرتا ہے کہ تو دھوکہ دے رہا ہے اس قسم کی کئی باتیں ہیں جو دل پر زنگ لاتی ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم جب کسی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ تو آپ استغفار پڑھ لیا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ اعلیٰ درجے کے انسان تھے اور آپ کی مجلس میں بھی نیک ذکر ہوتا تھا۔ یہ اس لئے تھا۔ کہ آپ ہمارے لئے ایک نمونہ تھے۔ یہ ہمیں سکھایا جاتا تھا کہ ہم ایسا کیا کریں کہ جب کسی مجلس میں بیٹھیں تو استغفار کرتے رہیں۔ اس لئے کہ کسی قسم کا ہمارے دل پر زنگ نہ بیٹھے۔ اس لئے ذکر الٰہی پر زیادہ زور دینا چاہئے۔ نماز وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ ہاں اگر کوئی ایسا ہی خاص موقعہ آ جائے تو اگر نماز جمع کرنی پڑے تو کرے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں لوگ جھٹ نماز جمع کر لیتے ہیں۔ یہ مرض نماز جمع کرنے کی بہت پھیلی ہے۔ ایسا نہیں چاہئے۔ اگر کوئی تمہاری باتیں کرتے ہوئے اٹھ کر نماز پڑھنے پر برا مناتا ہے تو منانے دو۔ کوئی پرواہ نہ کرو۔ اور نماز وقت پر ادا کر لو۔ قرآن شریف میں یقیمون الصلوٰۃ آیا ہے۔ اس لئے کہ وقت پر نماز پڑھنی چاہئے۔ جب انسان کے اپنے نفس میں کمزوری ہو گی تو پھر اس کے جذب میں بھی کمزوری ہو گی ؛

تہجد کی نماز

تہجد کی نماز مبلغ کے لئے بہت ضروری ہے قرآن شریف میں آتا ہے۔ یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا۔ الآیۃ دن کے تعلقات سے جو زنگ آتے ہیں۔ وہ رات کو کھڑے ہو کر دعائیں مانگ کر خشوع و خضوع کر کے دور کرنے چاہئیں

روزہ

روزہ بھی بڑی اچھی چیز ہے۔ اور دل کے صیقل کرنے کے لئے بہت عمدہ آلہ ہے صحابہ بڑی کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ ہماری جماعت میں بہت سے لوگ ہیں۔ جو روزہ رکھنے میں سستی کرتے ہیں۔ روزہ انسان کی حالت کو خوب صاف کرتا ہے جہاں تک توفیق مل سکے روزہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بعض ایسے موقع تلاش کرے۔ جن میں کسی سے کلام نہ کرے۔ خاموش ہو کر بیٹھے خواہ یہ وقت پندرہ بیس منٹ ہی ہو۔ بہت وقت نہ سہی۔ مگر کچھ وقت ضرور ہونا چاہئے۔ تاکہ خاموشی میں ذکر کرے۔ تبلیغ سے ذرا فراغت ہوئی۔ تو ذکر الٰہی کرے۔ اس کے لئے یہ بہت مفید وقت ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کے بعد پھر سورج ڈوبنے کے قریب پھر نماز عشاء کے بعد اور نو بجے دن سے لیکر دس بجے دن تک کسی وقت کر لینا چاہئے۔ یہ تو اپنے نفس کی اصلاح ہے۔ تبلیغ کے کام میں مطالعہ بہت وسیع چاہئے۔ بعض دفعہ اجڈ گنوار آدمی آ کر کچھ پوچھتے ہیں اور وہ بہت لطیف بات ہوتی ہے۔ سلسلے کی کتابوں کا مطالعہ ہو۔ حضرت صاحب کی کتابیں اور پھر دوسرے آدمیوں کی کتابیں۔ اتنی اتنی دفعہ پڑھو۔ کہ قریباً حوالہ ذہن میں آ جائے ؛

کتابیں اپنی خرید و

ایک مرض مولویوں میں ہے یاد رکھو۔ مولوی کبھی کتاب نہیں خریدتے اس کو لغو یا اسراف سمجھتے ہیں۔ شاذ و نادر زیادہ سے زیادہ مشکوٰۃ رکھ لی۔ اور ایک کافیہ رکھ لیا لیکن انسان کے لئے جہاں وہ اور بہت سی چیزیں ہیں۔ کتابیں خریدنا نفس کے لئے مفید ہے۔ کچھ نہ کچھ ضرور کتاب کیلئے بھی نکالنا چاہئے خواہ سال میں آٹھ آنہ کی ہی کتاب خریدی جائے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ لاکھوں کی ہی کتابیں خریدی جائیں۔ بلکہ جس قدر خرید کر سکو خریدو۔ یہ اس لئے کہ خریدنے والا پھر اسی کتاب کو آزادی سے مطالعہ کر سکیگا۔ اور اس طرح اس کے علم میں اضافہ ہوگا۔ فہرست بڑھیگی۔ بعض جگہ ہمارے مولوی جاتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ لیکن جب وہاں سے چلنے لگتے ہیں۔ تو وہ لوگ کہنے لگتے ہیں۔ کہ ہماری کتابیں لاؤ۔ [illegible]۔ تو دوسری بات اپنی کتابیں خریدنے سے یہ ہوتی ہے۔ کہ آزادی پیدا ہوتی ہے ؛

نہیں ہوتی ؛

سوال وخوشامد کی عادت نہ ڈالو

پھر نفس کے لئے لجاجت خوشامد سوال کی عادت نہیں ہونی چاہئے یہ بھی علماء میں بڑا بھاری نقص ہے۔ کہ وعظ کیا اور بعد میں کچھ مانگ لیا۔ اور اگر کوئی ایسا گرا ہوا نہ ہوا۔ تو اس نے دوسرے پیرایہ میں اپنی ضرورت جتادی مثلاً ہمارا کنبہ زیادہ ہے۔ گزارہ نہیں ہوتا، یا کسی دوسرے الفاظ میں لوگوں کو سنا دیا کہ کچھ روپے کی یا کوٹ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل چاہئے۔ اسی سے مانگنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا کہ تیرے پاس ایسا مال لایا جایگا کہ مال لانے والوں کو الہام ہوگا۔ کہ مسیح موعود کے پاس لیکر جاؤ۔ پھر وہ مال آتا تھا۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ حضور مجھے فلاں بزرگ نے آکر خواب میں کہا اور کوئی کہتا تھا۔ حضور مجھے الہام ہوا ؛

اللہ پر توکل کرو۔ وہ خود تمہارا کفیل ہوگا

میرا اپنا تجربہ ہے۔ کہ جب ضرورت ہوتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے بھیج دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ خود لوگوں کے دلوں میں تحریک کرتا ہے جو دوسروں کا محتاج ہو۔ پھر اس کے لئے ایسا نہیں ہوتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ پر کوئی بھروسہ کرے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے سامان پیدا کرتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مجھے کچھ ضرورت پیش آئی میں نے نماز میں دعا مانگی۔ مصلےٰ اٹھانے پر ایک پونڈ پڑا تھا۔ میں نے اسے لیکر اپنی ضرورت پر خرچ کیا۔ تو خدا تعالیٰ خود سامان کرتا ہے کسی کو الہام کرتا ہے۔ کسی کو خواب دکھاتا ہے۔ اس طرح اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ لیکن کبھی اس طرح پر بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ ضرورت ہی نہیں رہتی ابتدائی مرحلہ یہی ہے۔ کہ اس کی ضروریات ہی نہیں بڑھتیں اور اگر ضروریات پیش آتی ہیں۔ تو پھر ایسے سامان کئے جاتے ہیں کہ وہ مٹ جاتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص بیمار ہے۔ اب اس کے لئے دوائی وغیرہ کے لئے روپوں کی ضرورت ہے۔ دعا کی بیماری اچھا ہو گیا تو اب روپوں کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ تو ابتدائی مرحلہ یہی ہے۔ کہ ضرورت پیش ہی نہیں آتی ؛

پہلی حکمت یہ ہے۔ کہ وہ لوگوں کا محتاج ہی نہیں ہوتا۔ دوسری حکمت یہ ہے۔ کہ لوگوں کا رجوع اسکی طرف ہو جاتا ہے۔ خدا خود لوگوں کے ذریعے سے سامان کراتا ہے۔ ہمارے سلسلے اور دوسرے مولویوں کا مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ ان کو لوگ خود نذر پیش کرتے ہیں اور مولوی مانگتے پھرتے ہیں۔ ایک پیر تھا۔ وہ ایک اپنے مرید کے گھر گیا وہ مرید اسے جب وہ آتا تھا۔ ایک روپیہ دیا کرتا تھا۔ اس دن اس نے ایک اٹھنی پیش کی۔ پیر نے لینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں تو روپیہ لونگا۔ غرض وہ اٹھنی دیتا تھا وہ روپیہ مانگتا تھا بہت تکرار کے بعد اس مرید نے کہا۔ جاؤ میں نہیں دیتا۔ تمام رات وہ پیر باہر کھڑا رہا۔ رات کو بارش ہوئی تھی اس میں بھیگا۔ صبح کہنے لگا۔ کہ اچھا لاؤ اٹھنی۔ تو یہ حالت ہوتی ہے جو دوسروں کے محتاج ہیں۔ زلزلے کا ذکر ہے۔ باہر باغ میں ہم ہوتے تھے۔ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی۔ فرمانے لگے۔ قرض لے لیں پھر فرمانے لگے۔ قرضہ ختم ہو جائیگا۔ تو پھر کیا کرینگے چلو خدا سے مانگیں۔ نماز پڑھ کر جب آئے۔ تو فرمانے لگے۔ ضرورت پوری ہو گئی۔ ایک شخص بالکل میلے کچیلے کپڑوں والا نماز کے بعد مجھے ملا۔ السلام علیکم کر کے اس نے ایک تھیلی نکال کر دی۔ اس کی حالت سے میں سمجھا کہ یہ پیسوں کی تھیلی ہوگی۔ کھولا تو معلوم ہوا دو سو روپیہ ہے۔ تو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی حاجات کو جو اس پر توکل رکھتے ہیں۔ اس طرح پورا کیا کرتا ہے۔ تم کبھی دوسرے پر بھروسہ نہ رکھو۔ سوال ایک زبان سے ہوتا ہے۔ اور ایک نظر سے **تم نظر سے بھی کبھی سوال نہ کرو۔** پس جب تم ایسا کروگے تو پھر خدا تعالیٰ خود سامان کریگا۔ اس صورت میں جب کوئی تمہیں کچھ دیگا بھی۔ تو دینے والا پھر تم پر احسان نہیں سمجھیگا۔ بلکہ تمہارا احسان اپنے اوپر سمجھیگا ؛

لوگوں سے تعلقات

مبلغ کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر خادمانہ حیثیت رکھے۔ لوگوں نے یہ نکتہ نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت نقصان اٹھایا ہے۔ بعض نے سمجھا کہ نوکر چاکروں کی طرح کام کرے یہ مراد نہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے ملانے پیدا ہوئے جن کے کام مردے نہلانا ہوا کرتا ہے۔ کوئی بیمار ہو جائے۔ تو کہتے ہیں۔ بلاؤ میاں جی کو وہ آکر اس کی خدمت کریں کھیتی کاٹنی ہو۔ تو چلو میاں جی گویا میاں جی سے ...... وہ نائی دھوبی جس طرح ہوتے ہیں اس طرح کام لیتے ہیں دوسری صورت پھر پیروں والی ہے۔ پیر صاحب چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ پیر صاحب کے سامنے چارپائی پر بیٹھ جائے۔ حافظ صاحب سناتے تھے۔ ان کے والد بھی بڑے پیر تھے۔ لوگ ہمیں آکر سجدے کیا کرتے تھے۔ تو میں نے ایک دفعہ اپنے باپ سے سوال کیا کہ ہم تو مسجد میں جاکر سجدے کسی اور کے آگے کرتے ہیں اور یہ لوگ ہمیں سجدے کرتے ہیں۔ اس پر میرے والد نے ایک لمبی تقریر کی۔ تو ایک طرف کا نتیجہ میاں جی پیدا ہوئے جو جھوٹی گواہی دینی ہوئی۔ تو چلو میاں جی۔ اور اگر انکار کریں تو کہدیا کہ تمہیں رکھا ہوا کیوں ہے۔ آپ قیامت کے دن کیا خاک کام آئینگے۔ جو اس دنیا میں کام نہ آئے۔ اور دوسری طرف پیر صاحب جیسے پیدا ہو گئے۔ تو دونوں کا نتیجہ خطرناک نکلا۔ یہ بڑی نازک راہ ہے۔ مبلغ خادم ہو۔ اور ایسا خادم ہو۔ کہ لوگوں کے دل میں اس کا رعب ہو۔ خدمت کرنے کے لئے اپنی مرضی سے جائے ڈاکٹر پاخانہ اپنے ہاتھوں سے نکال لیتے ہیں۔ لیکن کوئی انہیں بھنگی نہیں کہتا۔ ڈاکٹر اپنے ہاتھوں سے بنا کر دوائی بھی پلاتے ہیں۔ لیکن کوئی انہیں کمپونڈر نہیں کہتا۔ وہ بڑی خاطرداری بھی کرتے ہیں۔ لیکن کوئی انہیں ان کا خادم نہیں کہتا۔ یہ اس کی شفقت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے جب تم میں بھی توکل ہوگا۔ اور تم کسی کی خدمت کسی بدلے کے لئے نہیں کروگے۔ تو پھر تمہاری بھی ایسی ہی قدر ہوگی۔ وہ شفقت سمجھی جائیگی۔ وہ احسان سمجھا جائیگا ؛

اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ تو اس کی تشفی دینے والا ہمارا مبلغ ہو۔ کوئی بیوہ ہو تو حسب ہدایات شریعت اسلامیہ اس کا حال پوچھنے والا اس کا

سودا وغیرہ لانے والا اور اس کے دیگر کاروبار میں اس کی مدد کرنے والا ہمارا مبلغ ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ان کے دلوں میں دو چیزیں پیدا ہونگی ادب ہوگا۔ اور محبت ہوگی۔ توکل کا نتیجہ ادب ہوگا اور خدمت کا نتیجہ محبت ہوگی۔ مبلغ کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک طرف اگر ان میں دنایت نہ ہو تو دوسری طرف متکبر بھی نہ ہو لوگ نوکر اس کو سمجھینگے..........

جو ان سے سوال کرتا ہو۔ جو سوال ہی نہیں کرتا اس کو وہ نوکر کیونکر سمجھینگے۔ اگر وہ اس کے پاس آئینگے تو نوکر سمجھکر نہیں بلکہ ہمدرد سمجھکر اگر اس سے کچھ پوچھینگے تو ہمدرد سمجھکر اس وقت پھر مبلغ کو یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ کہ میں نوکر نہیں۔ انہوں نے تو اسے نوکر نہیں سمجھا ہے وہ تو اسے ہمدرد سمجھکر آئے ہیں۔ تو یہ دو رنگ ہونے چاہئے کہ اگر سب سے بڑا خادم ہو تو ہمارا مبلغ ہو۔ اور اگر لوگوں کے دلوں میں کسی کا ادب ہو تو وہ ہمارے مبلغ کا ہو۔ اس کے لئے وہ اپنے مال قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اس کے لئے جان دینے کے لئے تیار رہیں ؛

دعائیں کرتے رہو

پھر مبلغ کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ دعائیں کرتا رہے کہ الٰہی میں ان لوگوں کو ناراستی کی طرف نہ لیجاؤں۔ جب سے خلافت قائم ہوئی ہے۔ میں یہی دعا مانگتا ہوں ایک امام کی نسبت ایک لطیفہ ہے۔ کہ بارش کا دن تھا ایک لڑکا بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ امام صاحب نے کہا لڑکے دیکھنا کہیں گر نہ پڑنا۔ لڑکا ہوشیار تھا۔ بولا۔ آپ میرے گرنے کی فکر نہ کریں۔ میں گرا تو اکیلا گرونگا۔ آپ اپنے گرنے کی فکر کیجئے۔ اگر آپ گرے تو ایک جماعت گرے گی۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اس بات کا بہت ہی اثر ہوا۔ تو مبلغ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئیے۔ کہ اگر وہ گریگا۔ تو اس کے ساتھ اس کا حلقہ بھی گر جائیگا۔ دیکھو مولوی گرے مسلمان بھی گر گئے۔ یہ دو باتیں ہر وقت مدنظر رہنی چاہئیں۔ اول کوئی ایسی بات نہ کرے جس پر پہلے سوچا اور غور نہ کیا ہو۔ دوم۔ دعا کرتا رہے کہ الٰہی میں جو کہوں وہ ہدایت پر پہنچانے والا ہو۔ اگر غلط ہو تو الٰہی اس کو اس راہ پر نہ چلا۔ اور اگر پھر درست ہے تو الٰہی توفیق دے کہ یہ لوگ اس راہ پر چلیں ؛

جو بدی کسی قوم میں ہو اسکی تردید میں جرأت سے لیکچر دو

اپنے عمل دیکھتا رہے کبھی سستی نہ کرے۔ لوگوں کو ان کی غلطی سے روکے ایسا نہ ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے قول کے نیچے آئے۔

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ کیوں ان کو انہوں نے نہ روکا۔ تو یہ فرض ہے۔ بمبئی کے مولویوں کی طرح نہ ہو۔ وہی لیکچر ہونا چاہئیے جس کی لوگوں کو ضرورت ہو یہی بات ہمارے اور لاہوریوں کے درمیان جھگڑے کی ہے۔ وہ مرض بتانا نہیں چاہتے اور ہم مرض بتانا چاہتے ہیں۔ ان باتوں پر لیکچر دینے کی ضرورت نہیں۔ جو اچھی باتیں انمیں ہیں۔ یا جو بدیاں انمیں نہیں ہیں اگر وہ لڑکیوں کو حصہ نہ دیں تو اس پر لیکچر دو۔ وہ روزے نہ رکھیں تو اس پر دو۔ نماز نہ پڑھیں۔ تو اس پر دو۔ زکوٰۃ ادا نہ کریں تو اسپر دو۔ صدقہ خیرات نہ دیں تو اسپر دو۔ لیکن جو باتیں نہیں ہیں۔ ان پر نہ دو۔ غریبوں پر اگر وہ ظلم کرتے ہیں یا بعض شریعت کا ادب نہیں کرتے۔ چوری کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں ان پر لیکچر دو۔ لیکن چوری انمیں نہیں ہے۔ اس پر نہ دو۔ مرض تلاش کرو اور پھر دوا دو ؛

کبھی کسی خاص شخص کی طرف اشارہ نہ ہو۔ میں اپنا طریقہ بتاتا ہوں میں نے جب کبھی کسی کی مرض کے متعلق بیان کرنا ہو۔ تو میں دو تین مہینے کا عرصہ درمیان میں ڈال دیتا ہوں۔ تاکہ وہ بات لوگوں کے دلوں سے بھول جائے۔ تو اتنا عرصہ کر دینا چاہیئے۔ اگر موقعہ ملے تو اس شخص کو جسمیں یہ مرض ہے علیحدہ تخلیہ میں نرم الفاظ کے ساتھ سمجھا دو۔ ایسے الفاظ میں کہ وہ چڑ نہ جائے۔ ہمدردی کے رنگ میں وعظ کرو۔ ایک طرف اتنی ہمدردی دکھاؤ۔ کہ غریبوں کے خدمت گار تم ہی معلوم ہو۔ دوسری طرف اتنا بڑا بنو۔ کہ تمہیں دنیا سے کوئی تعلق نہ ہو۔ دو فریق بنیں تو۔ دو شخصوں کے جھگڑے کے متعلق کسی خاص کے ساتھ تمہاری طرفداری نہ ہو۔ کوئی مرض پاؤ تو اس کی دوا فوراً دو۔ کسی موقعہ پر چشم پوشی کرکے مرض کو بڑھنے نہ دو۔ ہاں اگر اصلاح چشم پوشی ہی میں ہو تو کچھ حرج نہیں لوگوں کو جو تبلیغ کرو۔ اس میں ایک جوش ہونا چاہئے جب تک تبلیغ میں ایک جوش نہ ہو وہ کام کبھی نہیں ہو سکتا سننے والے پر اثر ڈالو۔ کہ جو تم کہہ رہے ہو۔ اس کے لئے جان دینے کے لئے تیار رہو۔ اور سمجھو کہ جو تم سنا رہے ہو۔ یہ تمہیں رٹنے کے طور پر نہیں ملا۔ بلکہ تم نے خود اسکو پیدا کیا ہے۔ تم نے خود اس پر غور کیا ہے (۲) ٹھٹھے باز نہیں ہونا چاہیئے۔ لوگوں کے دلوں سے ادب اور رعب جاتا رہتا ہے۔ ہاں مذاق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی کر لیا کرتے تھے۔ اس میں حرج نہیں۔ احتیاط ہونی چاہئے۔ سنجیدہ معلوم ہو۔ (۳) اور ہمدردی ہونی چاہئے۔ نرم الفاظ ہوں۔ سنجیدگی سے ہوں۔ سمجھنے والا سمجھے میری زندگی اور موت کا سوال ہے تمہاری ہمدردی وسیع ہونی چاہئیے۔ احمدیوں سے بھی ہو غیر احمدیوں سے بھی ہو۔ ہمدردی دونو فریق کے ساتھ ..... ہونے کی وجہ سے ہی جھگڑے ہوا کرتے ہیں۔ ایک فریق کہتا ہے ہم اپنے مولوی کو بلاتے ہیں۔ دوسرے کہتے ہیں۔ ہم اپنے مولوی کو بلاتے ہیں لیکن اگر تمہاری ہمدردی دونو فریق کے ساتھ ہو۔ تو دونو فریق کے تم ہی مولوی ہوگے۔ اور پھر انہیں کسی اور مولوی کے بلانے کی ضرورت نہیں پڑیگی۔ بلکہ وہ تمہیں اپنا مولوی سمجھینگے۔ پھر تبلیغ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں ہونی چاہئے۔ (۴)

آجتک ہمارے مبلغوں کا زور غیر احمدیوں پر ہی رہا ہے کثرت سے ہندو آباد ہیں۔ ان میں بھی تبلیغ ہونی چاہیے بہت سی سعید روحیں ان میں بھی ہوتی ہیں۔ تمہاری ہمدردی ان کے ساتھ بھی ویسی ہی ہونی چاہئے۔ جیسے مسلمانوں اور احمدیوں کے ساتھ تاکہ تم ان کے بھی پنڈت ہو جاؤ۔ اسلام کی تبلیغ ہندوستان میں اسی طرح پھیلی ہے حضرت معین الدین چشتی کوئی اتنے بڑے عالم نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنے اعمال کے ساتھ دعاؤں کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ ہندوؤں کو مسلمان بنایا۔ اس لئے تم اپنی تبلیغ غیر احمدیوں سے ہی مخصوص نہ کرو۔ بلکہ ہندوؤں عیسائیوں میں بھی تمہاری تبلیغ ہو اور ان سے بھی تمہارا ویسا ہی سلوک ہو۔ مجھے ہندو بیاں دعا کے لئے لکھتے ہیں۔ نذریں بھیجتے ہیں ان میں بھی سعید روحیں موجود ہیں۔ اگر ان کو صداقت کیطرف بلایا جائے اور صداقت کی راہ دکھائی جائے۔ تو وہ [illegible] کو قبول کرلیں ؛

مبلغ کا فرض ہے۔ کہ ایسا طریق اختیار نہ کرے کہ کوئی قوم اسے اپنا دشمن سمجھے۔ اگر یہ کسی ہندوؤں کے شہر میں جاتا ہے تو یہ نہ ہو۔ کہ وہ سمجھیں کہ ہمارا کوئی دشمن آیا ہے۔ بلکہ وہ یہ سمجھیں کہ ہمارا پنڈت ہے۔ اگر عیسائیوں کے جائے تو سمجھیں کہ یہ ہمارا پادری ہے۔ وہ اس کے جانے پر ناراض نہ ہوں بلکہ خوش ہوں۔ اگر ہم اپنے اندر ایسا رنگ پیدا کر لیں۔ تو پھر غیر احمدی بھی تمہارے کسی شہر میں جانے پر کسی مولوی کو نہ بلائینگے نہ ہندو کسی پنڈت کو اور نہ عیسائی کسی پادری کو۔ بلکہ وہ تمہارے ساتھ محبت سے پیش آئینگے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بڑے بڑے لوگوں کو جو کسی مذہب میں گزر چکے ہوں گالیاں دینے سے روکا ہے اسلام اس بات کا مدعی ہے کہ تمام دنیا کے لئے نبی آئے اور انہوں نے اپنی امتوں میں ایک استعداد پیدا کر دی پھر آیا کہ اسلام تمام دنیا کے لئے تبلیغ کرنے والا ہے۔

تبلیغ میں یہ یاد رکھو۔ کہ کبھی کسی شخص کے قول سے گھبراؤ نہیں اور نہ قول پر دارومدار رکھو دلیل اور قول میں فرق ہے۔ دلیل پر زور دینا چاہئے۔ لوگ دلیل کو نہیں سمجھتے۔ مسلمان آریوں سے بات کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں قرآن میں یوں آیا ہے۔ آریوں کے لئے قرآن حجت نہیں۔ تم وہ دلیل کو پیش کرنیکا اختیار کرو۔ تا جماعت احمدیہ میں یہ جذبہ آجائے۔ دلائل سے فیصلہ کرو عقلی دلائل بھی ہیں نقلی بھی۔ دلیل ایسی نہ ہو۔ کہ حضرت مولوی نورالدین اتنے بڑے عالم تھے۔ وہ بھلا مرزا صاحب کو ماننے میں غلطی کر سکتے تھے۔ پھر چونکہ انہوں نے مرزا صاحب کو مان لیا اس لئے حضرت صاحب سچے ہیں۔ ایسی دلیل نہیں ہونی چاہئے بلکہ دلیل سے بات کرو۔ تاکہ جماعت میں دلائل سے ماننے کا رنگ پیدا ہو۔ اگر جماعت میں دلائل سے ماننے کا رنگ پیدا ہو گیا تو پھر وہ کسی شخص کے جماعت سے نکلنے پر گھبرائینگے نہیں۔ سچی اتباع پیدا کرو۔ جھوٹی اتباع نہ ہو۔ آریوں کے سامنے قرآن شریف دلیل کے طور پر پیش کرو۔ اس طرح پیش نہ کرو۔ کہ تم مانتے ہو۔

ایک اور دھوکہ بھی لگتا ہے۔ کہ بعض دفعہ دعوی کے لئے بھی دلیل مانگتے ہیں۔ دعوے پڑھو تو کتنے ہی دلیل دے۔ جہاں دعوی کا اثبات ہو وہاں دعوی خود دلیل ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت صاحب کی نسبت کوئی پوچھے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ تو ہم دعوی پڑھ دینگے۔ اور اس کی دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس نے دعوی مانگا ہے۔ لاہوریوں اور ہمارے درمیان حضرت صاحب کا دعوی ہی دلیل ہے۔

جب بحث کرو تو مد مقابل کی بات کو سمجھو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ مثلاً تناسخ کی بات شروع ہوئی ہو۔ تو فوراً تناسخ کے رد میں دلائل دینے نہ شروع کر دو۔ کیونکہ اللہ تعالے کی ذات سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے مسئلے میں بھی اختلاف آرا ہے۔ اب اگر تم اسکے برخلاف دلیلیں دینے لگ پڑو اور آخر میں وہ کہہ دے کہ آپ تو میری بات سمجھے ہی نہیں تو تقریر بیفائدہ جائیگی۔ اس کی بات سمجھو۔ کہ آیا وہی تو نہیں کہتا جو تمہارا بھی عقیدہ ہے۔ بغیر خیالات معلوم کئے بات نہ کرو۔ تناسخ کے متعلق بات کرو۔ تو پوچھو۔ کہ تمہارا تناسخ سے کیا مطلب ہے۔ اس کی ضرورت کیا پیش آئی۔ غرض ایسے سوالات کرکے پہلے اس کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو اور پھر بات کرو۔ اس طرح اول تو اس کے دعوی میں ہی اور نہیں تو پھر دلیلوں میں ہی تمہیں آسانی پیدا ہو جائیگی۔ کوئی گورنمنٹ اپنے دشمن کو اپنا قلعہ نہیں دکھاتی۔ قانون بنے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی کوشش کرے تو پکڑا جاتا ہے۔ کیونکہ کمزور موقع معلوم کرکے پھر اس پر آسانی سے حملہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے پہلے کمزور موقعہ معلوم کرو اور پھر حملہ کرو۔

تھوڑے وقت میں بہت کام کرنا سیکھو۔ تھوڑے وقت میں بہت کام کرنا ایسا گر ہے۔ کہ انسان اس کے ذریعہ سے بڑے بڑے عہدے حاصل کرتا ہے انسان محنت کرتا ہے اور ایک وائسرائے بھی۔ مزدور آٹھ آنے روز لیتا ہے۔ وائسرائے ہزاروں روپیہ روز۔ کیا وجہ؟ وہ تھوڑے وقت میں بہت کام کرتا ہے۔ اسی کا نام لیاقت ہے۔ دوسرا طریق دوسروں سے کام لینے کا ہے۔ بڑے بڑے عہدیدار خود تھوڑا کام کرتے ہیں دوسروں سے کام لیتے ہیں۔ لیکن وہ تو خوب تنخواہیں پاتے ہیں۔ لیکن ایک محنتی مزدور آٹھ آنہ ہی کماتا ہے یہ لیاقت کام کرنے کی لیاقت سے بھی بڑی ہے جس جتنی لیاقت کام کروانے کی ہوگی اتنا بڑا ہی عہدہ ہوگا۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیوں سب سے بڑا درجہ ملا ہے محنت کرنے میں تو لوگ جو سالہا سال غاروں میں بیٹھے آپ سے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ میں کام لینے کی لیاقت تھی یہ بھی اللہ تعالی نے انسان میں ایک طاقت رکھی ہے۔ بہت جگہ سکرٹری ہوتے ہیں۔ خود محنتی ہوتے ہیں۔ لوگوں سے کام لینا نہیں جانتے۔ پھر کہتے ہیں لوگ مانتے نہیں۔ دوسری جگہ سکرٹری ہوتا ہے۔ وہ خود تھوڑا کام کرتا ہے۔ لیکن لوگوں سے کام لیتا ہے۔ اور خوب لیتا ہے۔ تمام انتظام ٹھیک رہتا ہے۔ ہمیشہ اپنے کاموں میں خود کام کرنے اور کام لینے کی طاقت پیدا کرو۔ ایسے طریق سے لوگوں سے کام لو کہ وہ اسے بوجھ نہ سمجھیں۔ بہت لوگ خود محنتی ہوتے ہیں جب تک وہ وہاں رہتے ہیں۔ کام چلتا رہتا ہے۔ لیکن جب وہاں سے ہٹتے ہیں کام بھی بند ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالی کے سلسلے جو ہوتے ہیں۔ جب نبی مر جاتا ہے۔ تو وہ سلسلہ مٹتا نہیں۔ بلکہ اس کے آگے کام کرنیوالے پیدا ہوگئے ہوتے ہیں یہ اس لئے کہ نبی ایک جماعت کام کرنے والی تیار کر جاتا ہے پس تمہارے سپرد بھی یہی کام ہوا ہے۔ یہ ایک مشق ہوتی ہے۔ خوب مشق کرو۔ لوگوں میں کام کرنے کی روح پھونک دو حضرت عمر کے زمانے میں صحابہ میں کام کرنے کی ایک روح پھونکی گئی تھی۔ ہر دو مہینے کے بعد کوفے کا گورنر بدلتا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔ اگر کوفے والے مجھ سے روز گورنر بدلنے کے لئے کہیں تو میں روز بھی بدل سکتا ہوں ایسے رنگ میں کام کرو کہ لوگوں کے اندر ایک روح پھونک دو۔ کبھی مت سمجھو کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ملتے نہیں عرب کی زمین کیسے شریروں کی تھی۔ پھر کیسے شریفوں کی بن گئی۔ یہ بات غلط ہے۔ کہ وہ مانتے نہیں۔ تم ایک دفعہ سناؤ دو دفعہ سناؤ آخر مان لینگے۔ یہ اس شخص کی اپنی کمزوری ہوتی ہے جو کہتا ہے مانتے نہیں۔

اپنے کام کی پڑتال کرتے رہو

ہمیشہ اپنے کام کی پڑتال کرو۔ کیا کامیابی ہوئی۔ تمہارے پاس ایک رجسٹر ہونا چاہئے۔ اس میں لکھا ہوا ہو۔ کہ فلاں جگہ گئے وعظ فلاں مضمون پر کیا۔ اس میں اس طبقے کے لوگ شامل ہوئے۔ فلاں فلاں وجوہات

مخالفت کی گئی۔ فلاں فلاں بات لوگوں نے پسند کی۔ یہ رجسٹر آئندہ تمہارے علم کو وسیع کرنے والا ہوگا۔ تم سوچو گے۔ کیوں مخالفت ہوئی۔ اہم مسائل کا تمہیں پتا لگ جائیگا۔ ان پر آئندہ غور کرتے رہو گے۔ اگر تم وہاں سے بدل جاؤ گے تو پھر تمہارے بعد آنے والے کے کام آئیگا۔ آجکل اس بات کو نہ سوچنے کی وجہ سے مسلمان گرے ہوئے ہیں۔ ایک استاد تمام عمر فلسفہ پڑھاتا ہے۔ وہ کبھی ان باتوں کو نوٹ نہیں کرتا۔ کہ فلاں بات پر فلاں لڑکے نے سوال کیا۔ اس کا اس طرح جواب ہوا۔ فلاں بات کی اس طرح تجدید یا تردید ہونی چاہئے۔ وہ جتنا تجربہ حاصل کرچکا ہوتا ہے۔ جب مرجاتا ہے تو پھر دوسرے کو جو اس کی جگہ آتا از سرِ نو وہ تجربہ کرنا پڑتا ہے۔ یورپ کے علوم کی ترقی کا باعث یہی بات ہوئی۔ کہ ایک کچھ نئے معلومات حاصل کرتا ہے۔ اور انہیں نوٹ کرتا ہے۔ اس سے بعد آنیوالا پھر وہی معلومات حاصل نہیں کرتا۔ وہ ان نوٹوں سے آگے فائدہ اٹھاتا ہے۔ تم بھی اس طرح کرو۔ ہر سال کے بعد نتیجہ نکالو۔ کونسی نئی باتیں پیدا ہوئیں۔ کونسی باتیں مفید ثابت ہوئی ہیں۔ جب یہ رپورٹ دوسرے مبلغ کے ہاتھوں میں جائیگی۔ تو وہ اپنی بنا زیادہ مضبوط کریگا۔

استقلال

کبھی اپنی جگہ نہیں چھوڑنی چاہئے۔ یہ خیال کرکے کہ اگر یہ یوں نہیں مانتا تو اس طرح مان لیگا۔ اس میں وہ تو نہ ہارا تم ہار گئے۔ کہ تم نے اپنی بات کو ناکافی سمجھکر چھوڑ دیا۔ تم نے اپنا دین چھوڑ کر دوسرے کو منوا بھی لیا تو کیا فائدہ۔ بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ غیر احمدی وفات مسیح پر چڑتے ہیں۔ چلو وفات مسیح چھوڑ کر اور باتیں منواتے ہیں یہ غلط ہے۔ وفات مسیح مان جائیں تو پھر آگے پیش کرو۔ ترتیب سے پیش کرو۔ ملمع سازی سے پیش نہ کرو۔ ملمع سازی سے پیش کرنیکا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ جب اس پر بات کھلے گی۔ تو یا وہ تم سے بدظن ہونگے اور یا پھر تمہارے مذہب سے۔ جن جن باتوں پر خدا نے تمہیں قائم کیا ہے۔ ان کو پیش کرو۔ اگر لوگ نہ مانیں۔ تمہارا کام پیش کرنا ہے۔ منوانا نہیں وہ اللہ کا کام ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۔۔۔۔۔۔۔

جماعت میں کیا کیا احساس پیدا کرو

جماعت میں ایک احساس پیدا کرو۔ وہ احمدیوں کی محبت پر دوسرے رشتہ داروں کی محبت کو قربان کردیں۔ ایسی محبت احمدی لوگوں سے ہونی چاہئے۔ کہ رشتہ داری کی محبت سے بھی بڑھ جائے حق کی تائید ہونی چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ اگر احمدی کے مقابل میں رشتہ دار آگیا ہے۔ تو ۔۔۔ رشتہ دار کی طرفداری اختیار کرلی جائے۔ ہماری قوم ہماری جماعت احمدیت ہے۔ پھر اس بات کا احساس پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ دین کا اب سب کام ہم پر ہے جب یہ کام ہم پر ہے تو ہم نے دنیا کے کتنے مفاسد کو دور کرنا ہے۔ پھر اس کے لئے کتنی بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ اس بات کو پیدا کرو کہ ہر ایک آدمی مبلغ ہے صحابہ سب مبلغ تھے۔ اگر ہر ایک آدمی مبلغ ہوگا۔ تب اس کام میں کچھ آسانی پیدا ہوگی۔ اس لئے ہر ایک احمدی میں تبلیغ کا جوش پیدا کرو۔ پھر مالی امداد کا احساس پیدا کرو۔ اگرچہ ہماری جماعت کا ایک معیار تو قائم ہوگیا ہے۔ کہ فضول جگہوں میں جو روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ مثلاً بیاہ شادیوں میں وہ اب دین کے کاموں میں خرچ ہوتا ہے لیکن یہ احساس پیدا ہونا چاہئے۔ کہ ضروریات کو کم کر کے بھی دین کی راہ میں روپیہ خرچ کیا جائے۔ جماعت کا اکثر حصہ سست ہے۔ کچھ لوگ ہیں۔ جو بہت جوش رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ آخر میں سارا بوجھ انہی لوگوں پر پڑکر ان لوگوں میں بھی سستی آنی شروع ہو جائیگی۔ تو ایک حصہ پہلے ہی سست ہوا دوسرا بھی اس طرح سست ہوگیا تو یہ اچھی بات نہیں۔ اس لئے چاہئے کہ جماعت کو ایک پیمانہ پر لایا جائے۔ جماعت کی یہ حالت ہے کہ اخبار میں چندے کے متعلق نکلے تو کان ہی نہیں دھرتے ہاں علیحدہ خط کی انتظار میں رہتے ہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کا ٹٹو کا گم ہوا ہو۔ اور اخبار میں نکل جائے۔ تو جس کے ہاں ہوتا ہے وہ اسے وہیں روک لیتا ہے خط کی انتظار نہیں کرتا۔ ان کے دلوں میں ایسا جوش پیدا کرو کہ جونہی یہ دین کے لئے آواز سنیں فوراً دوڑ پڑیں پہلے مبلغ اپنی زندگی میں احساس پیدا کریں۔

مسائل کے متعلق غور کرو

جب کوئی اعتراض پیش آوے پہلے خود اس کے حل کرنے کی کوشش کرو۔ فوراً قادیان لکھکر نہ بھیج دو۔ خود سوچنے سے اس کا جواب مل جائیگا۔ اور بیسیوں مسائل پر غور ہو جائیگی۔ جواب دینے کا مادہ پیدا ہوگا۔ ہم سے پوچھو گے تو ہم تو جواب بھیج دیں گے۔ لیکن پھر یہ فائدے تمہیں نہ ملیں گے اس لئے جب اعتراض ہو۔ خود اس کو حل کرو۔ جب حل کرچکو تو پھر تبادلۂ خیالات ہونا چاہئے۔ اس سے ایک اور ملکہ پیدا ہوگا۔ جو آپ ہی سوچے اور پھر اپنے سوچے ہوئے پر ہی بیٹھ جائے۔ اس کا ذہن کند ہو جاتا ہے۔ لیکن تبادلہ خیالات سے ذہن تیز ہوتا ہے ایک بات ایک نے نکالی ہوتی ہے۔ ایک اور دوسرے نے اس طرح پھر سب اکٹھی کرکے ایک مجموعہ ہو جاتا ہے۔

دو مبلغ جہاں ملیں تو لغویات باتیں کرنے کی بجائے وہ ان مسائل پر گفتگو کریں۔

خدا تعالےٰ سے تعلق ہو۔ دعا ہو۔ توکل ہو۔

قادیان آنے کی تاکید کرتے رہو

لوگوں کو قادیان بار بار آنے کے لئے اور تعلق پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہو۔ جب تک کسی شاخ کا جڑ سے تعلق ہوتا ہے وہ ہری رہتی ہے۔ لیکن شاخ کا جڑ سے تعلق ٹوٹ جانا اس کے سوکھ جانے کا باعث ہوتا ہے۔ موجودہ فتنے میں نوے فیصدی ایسے لوگ ہیں۔ جو اسی وجہ سے کہ ان کا تعلق قادیان سے نہ تھا۔ فتنے میں پڑے بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ قادیان میں کچھ کام نہیں رہا۔ روپیہ جاتا ہے اور وہ لوگ بانٹ کر کھا لیتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو قادیان سے تعلق رکھنے کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اپنے کاموں کی رپورٹ ہر سہ ماہی پر بھیجو اس کے دوسرے طرف میں نے زائد نوٹ لکھوا دیئے ہیں۔ ان کے متعلق بھی لکھو۔

یہ بھی یاد رکھو کہ شہروں میں بھی ہماری جماعت میں وفاداری کا اثر لاہوریوں کی دیکھا دیکھی کم ہو جائے۔ ہمیشہ جہاں جاؤ ان کے فرائض انہیں یاد دلاتے رہو۔ سیاست میں پڑنا ایک زہر ہے جب آدمی اس میں پڑتا ہے دین سے غافل ہو جاتا ہے۔ سیاست میں پڑنا امن کا مخل ہوتا ہے اور امن کا نہ ہونا تبلیغ میں روک ہوتا ہے۔ میں لاہوریوں سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا کہ میں سیاست میں پڑنے سے ڈرتا ہوں۔ سیاست صداقت کے خلاف۔ احسان کے خلاف۔ شریعت کے احکام کے خلاف ہے۔ یہ ایسا زہر ہے کہ جس جماعت میں اس زہر نے اثر کیا ہے۔ پھر وہ ترقی نہیں کر سکی۔ اس پر بڑا زور دو۔ اس وقت سیاست کی ایک ہوا چل رہی ہے۔ یہ تبلیغ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ بعض لوگ اس سلسلے میں اس لئے نہیں داخل ہوتے کہ اس نے وفاداری کی تعلیم دی ہے۔ پس تم سیاست میں پڑنے سے لوگوں کو روکو۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تعلیم دو

مباحثہ لاہور چھاؤنی

اس عنوان سے برادر مکرم میاں محمد سعید صاحب لاہور نے ایک مضمون بھیجا ہے جس میں وہ اس غلط بیانی کی تردید فرماتے ہیں جو پیغام نے ۱۱ اپریل کے اشیو میں پھیلائی ہے۔ اور بڑے زور سے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتے رہتے ہیں (۱) عقائد متعلقہ نبوۃ فریقین لکھکر دیں یہ تحریک دلائی میاں محمد سعید صاحب نے ہی کی تھی نہ کہ مریم عیسیٰ نے۔ (۲)

. . . .

مریم عیسیٰ نے حضرت اقدس کی مندرجہ براہین صفحہ ۱۶۳ سے جو غلط فہمی پھیلانی چاہی تھی اس کا خوب رد کیا ہے۔ یعنی اس عبارت کا یہ منشا نہیں کہ امتی کو نبی قرار دینا ایک کفر ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا کفر ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کی پیروی اور آپ کی روحانی تعلیم سے نبی نہ بنے تھے۔ پھر آپ نے بہت سے حوالے پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے۔ مریم عیسیٰ سے اس کا کچھ جواب نہ بن آیا۔ بجائے جواب کے مریم عیسیٰ نے ایک طور پر مسیح موعود کو نعوذ باللہ دجال۔ کافر۔ کذاب کہا اور حضرت ابوبکرؓ کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء سے بدرجہا بہتر و افضل کہا۔ اور یہ بھی کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں عیسیٰ کو نبی اللہ کہنا کسی دجال اور مفتری کا کام ہے۔ باقی رہا مباحثہ کا نتیجہ سو اس کے لئے۔ برادر عطا محمد خان صاحب منشی میانمیر چھاؤنی (جنہیں پیغامی اپنا شکار سمجھے بیٹھے تھے) کی چٹھی کا خلاصہ کافی ہے جو ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ میں مسیح موعود کو قرآن کی۔ خدا کی اسلام کی۔ نبیوں کی۔ مجددوں کی اصطلاح میں فی الحقیقۃ نبی اللہ سمجھتا ہوں۔ اور آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ اور حضرت محمود کو خلیفہ برحق مانتا ہوں۔ مباحثہ سے میرا ایمان قوی ہو گیا۔ کیونکہ مریم عیسیٰ بات بات پر حواس باختہ ہو کر ایسی باتیں کرتا تھا۔ جیسے کسی کے دماغ میں فتور اور عقل میں قصور ہو۔ اس فتح مبین پر اللہ کا شکر ہے۔

احباب کا شکریہ

مکرم معظم جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور سے لکھتے ہیں۔ گذشتہ مارچ میں الفضل کے کسی پرچہ میں میری شدید بیماری کے متعلق جو نوٹ نکلا۔ تو سارے ملک سے میرے قدیمی مخلص محسن۔ درد مند دل رکھنے والے بھائیوں کے ہمدردی اور دعاؤں سے پر خطوط کا ایک لمبا سلسلہ جاری ہو گیا۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس کو خاص توجہ ہوئی اور آپ کے کرم نامے مجھے بستر مرگ پر میرے لئے نہایت تسلی اور تسکین کا موجب ہوتے رہے۔ بعض جماعتوں کے خطوط سے معلوم ہوا کہ انہوں نے از راہ محبت و اخلاص اپنی پنجوقتہ نمازوں میں خاص طور پر دعا کا سلسلہ جاری رکھا۔ دو دو تین تین دیک سے احباب عیادت کے لئے لاہور بھی تشریف لائے ایک پیارے مخلص بھائی نے بتقاضائے محبت قلبی ۵ دس روپے مجھے بھیج دیئے کہ اس کا صدقہ اور قربانی کیجائے گو وقتاً فوقتاً ان احباب کے خطوط کا جواب دینے میں میں نے کوشش کی ہے۔ لیکن اخبار کے ذریعہ اپنے سارے دوستوں کو اطلاع دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحمد للہ اب مجھے پوری صحت حاصل ہے۔ اور میں ان دوستوں کا نہ فقط دل سے شکر گزار ہی ہوں بلکہ نہایت محبت اور اخلاص سے جناب باری سے دعائیں بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے ان کی ہر دینی و دنیوی مشکلات میں حفاظت فرما دے۔ ان کو مقاصد میں کامیابیاں نصیب ہوں۔ دین کے سچے خادم ہوں۔ اولاد و متعلقین کی رضائے الٰہی کے ماتحت بیچے اندازہ خوشیاں عطا ہوں آمین ثم آمین ؛

بیعت خلافت

نام	مقام	نام	مقام
۱۔ وہاب دین	ایبٹ آباد	۹۔ والدہ وہاب دین	ایبٹ آباد
۲۔ غلام دین	//	۱۰۔ ہدایت اللہ	//
۳۔ جمال دین	//	۱۱۔ زوجہ ہدایت اللہ	//
۴۔ اہلیہ وہاب دین	//	۱۲۔ والدہ ہدایت اللہ	//
۵۔ اہلیہ غلام دین	//	۱۳۔ مرزا یعقوب بیگ	پٹیالہ
۶۔ اہلیہ جمال دین	//	۱۴۔ بابو غلام رسول سٹیشن	سرشظیر آباد
۷۔ بنت وہاب دین	//	۱۵۔ غلام حیدر	شاہپور
۸۔ الف دین۔	//	۱۶۔ محمد حسین۔	گوجرانوالہ

میزان ۱۶

حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مجربات

سرمہ زنگاری۔ خارش دھند کرے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ بال گر جانا۔ غرضیکہ اکثر امراض چشم نہایت مفید ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۸ **بواسیر خونی**۔ یہ گولیاں بواسیر خونی کا مجرب علاج ہیں۔ اور مسوں کو خشک کرتی ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۸ **دافع کھانسی**۔ کھانسی خشک اور تر کے لئے اکسیر ہے اور زکام کی بھی دافع ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۸

حکیم امیر احمد قریشی شفاخانہ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب قادیان